مولانا شیر علی شاہ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ

گذشتہ سے پیوستہ

مسجد حرام کی فضاؤں میں

مقام ابراہیم میں دوگانہ اور دعا کے بعد چاہِ زمزم کو روانہ ہوئے ۔ خدا کرے کہ زمزم کی شراب طہور جسمانی و روحانی طہارت و تزکیہ کا باعث ہو ۔ قبلہ رخ کھڑے ہو کر اس کا پینا مسنون ہے ۔ زمزم جو آجکل کنوئیں کی شکل میں موجود ہے ، یہ آج سے چار ہزار سال قبل حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عہد طفولیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت خاصہ سے حضرت اسماعیلؑ کی شدت پیاس بجھانے کیلئے چشمہ کی صورت میں نمودار فرمایا تھا ۔ اب یہ چشمہ زمین دوز تہ خانے کے اندر کنوئیں کی شکل میں موجود ہے ۔ زمزم کا یہ کنواں خانہ کعبہ سے تقریباً چالیس گز کی مسافت پر بجانب مشرق و جنوب حجر اسود کے بالمقابل واقع ہے ۔ مردوں کے لئے علیحدہ جگہ اور عورتوں کے لئے علیحدہ جگہ متعین ہے ۔ سیڑھیوں سے نیچے اترنے کا انتظام ہے ۔ اب اس پر تین واٹر پمپ نصب ہیں ، ہجوم نہ ہونے کے وقت ڈول سے بھی پانی نکالنے کا انتظام ہے ۔ زیادہ ہجوم کے وقت پولیس وہ آہنی جالیدار دروازہ بند کر دیتی ہے جو کنوئیں کے پاس لگایا گیا ہے ۔ دروازہ سے باہر متعدد ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں ۔ ان سے بآسانی سیرابی میسر ہوتی ہے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السُّقْمِ ۔ (تمام روئے زمین پر بہتر پانی زمزم ہی کا ہے جس میں غذائیت اور شفاء ہے ۔)

آب زمزم کو پیٹ بھر کر پینا چاہئے اور پیتے وقت دین و دنیا و آخرت کی عافیت و سلامتی کی نیت کرنی چاہئے ۔ جیسا کہ صادق و مصدوق علیہ التسلیمات نے فرمایا ہے ، فَهُوَ لِمَا شُرِبَ لَهُ ۔ یہ پانی

ہر اس غرض کو پورا کرتا ہے جس کے لئے نوش کیا جائے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آب زمزم پیا تو یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا۔ (اے میرے مولا مجھے نفع رساں علم عطا فرما) وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔ (میرے رزق میں فراخی نصیب فرما۔ اور ہر بیماری سے شفاء)

اس پانی کو جتنا بھی پیا جائے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ پیٹ بھر کر پیا جائے اور ہر سانس پر بیت اللہ کیطرف نگاہ اٹھائی جائے۔ آجکل تو تہ خانہ میں خانہ کعبہ نظر نہیں آتا۔ خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا کافی ہے۔ بعض حضرات پانی کو برتن میں ڈال کر اوپر چڑھ جاتے ہیں، اور خانہ کعبہ کو نگاہ کئے ہوئے آب زمزم نوش فرماتے ہیں۔ بچا ہوا پانی اپنے چہرہ، سر، اور جسم کے اعضاء پر مل لینا چاہیے۔

دارقطنی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے۔ " زمزم کا پانی جس غرض کے لئے پیا جائے وہی غرض پورا کرتا ہے۔ اگر آپ شفایابی کے لئے نوش کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کو تندرستی وصحت عطا فرماوے گا۔ اگر بغرض غذائیت استعمال کریں تو خداوند تعالیٰ آپ کو سیر کر دے گا۔ اور اگر پیاس بجھانے کی غرض سے پئیں تو اللہ تعالیٰ پیاس دور کر دیگا" ایک روایت میں یہ اضافہ بھی وارد ہے۔ " اور اگر اس کو اس نیت سے پئیں کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ نصیب ہو تو یقیناً اسکی پناہ نصیب ہو گی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ " میں جب نبوت کی خبر سن کر مکہ مکرمہ (اسلام لانے کی غرض سے) حاضر ہوا، تو مجھے مکمل مہینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا موقعہ میسر نہ آسکا۔ چونکہ اپنے ساتھ توشۂ خوراک نہیں لایا تھا، اس لئے تمام مہینہ آب زمزم پینے سے غذائیت حاصل کرتا رہا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں موٹا ہو گیا۔ میں اپنے جگر میں بھوک کی وجہ سے کمزوری کا کوئی اثر محسوس نہ کرتا تھا۔ جب رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ابوذرغفاری کا یہ سارا بیان سن لیا تو فرمایا کہ " آب زمزم میں برکت ہے، اس میں غذائیت ہے جو پینے والے کو سیر کرتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آب زمزم اتنا مرغوب ومحبوب تھا کہ فتح مکہ کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ پہنچ گئے۔ تو مکہ میں اپنے مقرر کردہ خطیب سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کو آب زمزم طلب کرنے کی غرض سے ایک مکتوب گرامی ارسال کیا۔ چنانچہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے آب زمزم سے دو مشکیزے بھر کر اونٹ پر لادے اور قاصد کے ذریعہ مدینہ منورہ بھیج دئے۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی خاطر ہر سال لاکھوں ٹن پانی لاکھوں حجاج کرام کے ذریعہ دنیا کے مختلف گوشوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس پانی کی یہ خاصیت ہے کہ طویل عرصہ گزرنے کے باوجود اس کے ذائقہ میں تلخی، بدبو اور بدمزگی پیدا نہیں ہوتی۔

آب زمزم پیٹ بھر کر پینے کے بعد صفا کی طرف سعی کی نیت سے روانہ ہوتے "باب الصفا" سے نکلے۔ زبان پر اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ ـــ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ ۔ (میں اس جگہ سے سعی کا آغاز کرتا ہوں جس جگہ کو اللہ تعالیٰ نے مقدم ذکر فرمایا ہے۔)

شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۔ (خداوند کریم کا ارشاد ہے) یقیناً صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جو کوئی حج بیت اللہ کرے، یا عمرہ، تو اسکو ان دونوں جگہ کے درمیان طواف کرنا چاہیئے۔ اور جو کوئی نفلی نیکیاں کرے، تو اللہ تعالیٰ نیکیوں کا بدلہ دینے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔)

اب صفا پہاڑی کا معمولی حصہ باقی رہ گیا ہے، اکثر حصہ تراشا گیا ہے۔ ان پہاڑی پتھروں پر یا اس کے نیچے جگہ میں کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا چاہیئے۔ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہوئے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر دعا مانگنی چاہیئے۔ یہاں حضرت ہاجرہؓ پانی کی تلاش میں اس وقت آئی تھیں جبکہ آپؓ کا نور نظر، لخت جگر، شیر خوار بچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شدت پیاس سے ماہی بے آب کیطرح تڑپنے لگا، تو اسکی ماں بھری ماں، اپنے لاڈلے اکلوتے بچے کی جان بچانے کی خاطر صفا پہاڑی کو دوڑی تاکہ اس اونچی جگہ سے کہیں پانی کا سراغ مل سکے۔ اس نے جب چاروں طرف نظر دوڑائی تو پانی کا سراغ نہ ملا اور نہ کوئی جاندار حد نگاہ تک نظر آیا۔ صفا سے مروہ کیطرف روانہ ہوئی کہ شاید وہاں سے کہیں پانی کا نشان مل سکے۔ وہاں بھی ماسوائے سنسان، لق و دق صحراؤں کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ دریائے نیل کے سرسبز و شاداب کنارے میں پیدا شدہ خاتون، قریہ "حیرون" علاقہ شام کے سرسبز ترین مقامات میں رہائش پذیر حضرت ہاجرہؓ اور سرزمین حجاز کی بے آب و گیاہ پہاڑی علاقہ، ریت کے ڈھیر، خاموش فضا میں ہمہ گیر تنہائی کا عالم، عجیب دلخراش منظر تھا ـــ سیاہ پہاڑوں کی آغوش میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیویؓ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہؓ حضرت ہاجرہؓ سات مرتبہ پانی کی تلاش میں دوڑی ـــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حضرت ہاجرہؓ کی اسی واقعہ کی یادگار و تذکرہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی جاتی ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ کی آیت، آیات صبر کے بعد ذکر ہونے کی وجہ حضرات مفسرینؒ یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فضائل صبر بیان کرنے کے بعد طائفہ صابرین کی سرتاج حضرت ہاجرہؓ کے مواقع صبر کو بیان فرمایا ہے۔ حضرت ہاجرہ کے تسلیم و انقیاد اور رضا برضائے مولیٰ پر صبر اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب ہوا کہ اس کی دوڑ کو قیامت تک حج اور عمرہ کرنے

داروں) پر لازم کر دیا۔ اور "صفا مروہ" کو شعائر اللہ (خدا کی نشانیاں) کے لقب سے نوازا۔ حضرت ہاجرہؓ جب یاس و ناامیدی کے عالم میں مروہ سے اتر رہی تھیں، انہوں نے اسی اثنا میں ایک غیبی آواز سنی: مَنْ اَنْتِ: تم کون ہو...؟ اَنَا اُمُّ وَلَدِ اِبْرَاهِیْمَ هَاجِرَۃ۔ میں حضرت ابراہیمؑ کے فرزند کی والدہ ہوں، میرا نام ہاجرہؓ ہے — حضرت ہاجرہؓ نے جواب دیا..... ہاتف دوبارہ پوچھتا ہے۔ اِلٰی مَنْ وَکَّلَکُمَا۔ حضرت ابراہیمؑ نے تمہیں اس سنسان وادی میں کس کے حوالہ کر دیا ہے...؟ حضرت ہاجرہؓ نے جواب دیا: وَکَّلَنَا اِلَی اللّٰہِ۔ انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے۔ فرشتے نے فرمایا: وَکَّلَکُمَا اِلٰی کَافٍ۔ انہوں نے تو خدائے قادر و کافی کے سپرد چھوڑا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ جب لختِ جگر کے پاس پہنچیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ زمین سے پانی پورے زور سے پھوٹ کر نکل رہا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ نے چشمہ کے اردگرد منڈیر بنا کر پانی کو جمع کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت ہاجرہؓ پانی کے روکنے کے لئے منڈیر نہ بناتیں تو آج یہ بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔

حجاج کرام صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت حضرت ہاجرہؓ کے صبر و تسلیم اور ہمت و استقلال کو پیشِ نظر رکھیں جبکہ وہ فرمانِ خداوندی کے پیشِ نظر صدہا مشقتیں برداشت کر گئی تھیں۔ آج تو یہاں ہر قسم کی سہولت مہیا ہے۔ چاروں طرف آبادی ہے۔ صفا سے مروہ تک صاف شفاف راستہ ہے۔ اوپر لنٹر ہے۔ اُس وقت یہ چٹیل میدان اور پہاڑیوں میں سنگلاخ راستہ تھا...... صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے جو دعا بھی آپ کریں بہتر ہے۔ اگر تلاوتِ قرآن کریم کر سکیں تو انسب ہے۔ سب سے مختصر اور جامع دعا یہ ہے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ۔ (اے پروردگار مجھے اپنی مغفرت و رحمت میں جگہ دے اور میرے گناہوں کو معاف فرما۔ یقیناً تو ہی سب پر غالب اور سب سے زیادہ کرم فرما ہے۔)

صفا سے چلکر سبز ستون سے دوسرے سبز ستون تک ذرا دوڑ کر جانا چاہیئے۔ مروہ پر پڑھ کر وہی عمل کرنا چاہیئے، جو صفا پر کیا تھا۔ خانہ کعبہ کے اردگرد طواف ہو۔ یا صفا مروہ کے درمیان سعی۔ یہ درحقیقت انبیاء کرام اور حضرات صحابہؓ و تابعین، شہداء و صلحاء کے نقوشِ اقدام پر چلنا ہے سات دفعہ چلنے کو سعی کہتے ہیں۔ اور صفا مروہ کے درمیانی خطہ کو مَسْعٰی ——— صفا سے آغاز کر کے مروہ پر ختم کیجئے۔ عمرہ کے طواف و سعی سے فارغ ہو کر حج کے لئے طواف شروع کیا۔ ہر شوط میں حجر اسود کا بوسہ نصیب ہوا۔ سعی سے فارغ ہو کر "منیٰ" جانے کے لئے مَسْعٰی کی جانب نکلے۔ ہم نے شام کو صرف پانی سے روزہ افطار کیا ——— رات کا اکثر حصہ گذر گیا ہے، ہمیں بھوک کا قطعاً

احساس تک نہیں۔ زمزم کے پانی نے سیر کر دیا ہے۔ محض خانہ پری کے طور پر کچھ کھانے کے لئے بازار گئے، مگر تمام بازار بند ہے۔ صرف ایک ہوٹل کھلا ہوا ملا، کھانے کے متعلق دریافت کیا تو پتہ چلا کہ روٹی ہے مگر سالن نہیں، روٹی خرید لی، ٹیکسی میں بیٹھ کر منیٰ روانہ ہوئے۔ منیٰ جاتے وقت "فرزدق" اور "جریر" کا مکالمہ یاد آیا جو عقبۃ الاردن کے مشہور عالم شیخ معوض نے بتایا تھا۔

قَالَ اَبُوْعُبَیْدَۃَ - اِلْتَقٰی جَرِیْرٌ وَالْفَرَزْدَقُ وَهُمَا حَاجَّانِ فَقَالَ فَرَزْدَقٌ —

ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ ایک دفعہ جریر اور فرزدق کی ملاقات موسم حج میں ہوئی۔ فرزدق نے جریر سے دریافت کیا —

فَاِنَّکَ لَاقٍ بِالْمَنَازِلِ مِنْ مِنًی
فَخَارًا فَاَخْبِرْنِیْ بِمَا اَنْتَ فَاخِرٌ

اے جریر آپ منیٰ کے منزلوں میں جاکر مجد و شرف کے امور پر فخر کریں گے۔ پس مجھے بتا دیجئے کہ آپ منیٰ میں کس چیز پہ فخر کرنے والے ہیں۔

فَقَالَ جَرِیْرٌ بِلَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ۔

جریر نے جواب دیا کہ میں لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ کے کلمات پر فخر کرنے والا ہوں۔

قَالَ اَبُوْعُبَیْدَۃَ وَکَانَ اَصْحَابُنَا یَسْتَحْسِنُوْنَ هٰذَا الْجَوَابَ مِنْ جَرِیْرٍ وَیُعْجَبُوْنَ بِهٖ۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھی جریر کے اس جواب کو بہت پسند کیا کرتے تھے۔

راستہ چونکہ خالی تھا اس لئے ہم چار پانچ منٹ کے وقفہ میں پہنچے "مسجد خیف" کے بڑے دروازے کے بالمقابل سڑک کے ایک کنارے فروکش ہوئے، ساتھیوں کو بٹھلا کر قریب کی ایک دوکان سے اناناس کے مربے کا ڈبہ خریدا، اس کے ساتھ ہم نے روٹی کھائی۔ مکہ مکرمہ کی بابرکت روٹی اور مسجد خیف کی آغوش میں اناناس کے قتلوں سے کھانا عجب کیف کا باعث ہے۔ ساتھیوں نے تہجد پڑھ کر ذرا آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ مسجد خیف میں نصب شدہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ نشر شدہ مؤذن اذان نے ہمیں جگایا۔ الحمد للہ کہ منیٰ میں صبح کی یہ نماز باجماعت نصیب ہوئی۔ سنت تو یہ ہے کہ منیٰ میں پانچوں نمازیں (ترویہ کے ظہر سے لیکر عرفہ کی فجر تک) پڑھی جائیں، مگر بحکم قضائے الٰہی ہم نے ظہر کی نماز جدہ کے مدینۃ الحجاج میں پڑھی۔ عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مکہ مکرمہ میں۔ صرف یہ فجر کی نماز منیٰ میں نصیب ہوئی۔ الحمد للہ مالایدرک کلہ لایترک کلہ۔ کچھ نہ کچھ تو میسر ہوا۔

(باقی آئندہ)